# تلخیص ABSTRACT

**Name of Scholar** : **Matiullah Khan**

**Name of the Supervisor** : **Prof.Wajeehuddin Shehpar Rasool**

**Title of the Thesis** :**Urdu Mein Roznamacha Nigari Ki Rawayat**

روزمرّہ زندگی میں پیش آنے والے واقعات، معاملات، مشاہدات اور تجربات کو تاریخی ترتیب کے ساتھ قلم بند کرنے سے روزنامچہ وجود میں آتا ہے۔ چنانچہ روزنامچہ خودنوشت سے مشابہ ادبی اظہار کی ایک ایسی صورت ہے جو ذات اور ذات کے آئینہ میں کائنات کا دیدار کراتی ہے۔

میں نے اپنے مقالے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے:

میں نے باب اوّل میں روزنامچہ نگاری کے آغاز وارتقا پر روشنی ڈالی ہے۔ اُردو میں سب سے قدیم روزنامچہ ایک اینگلو انڈین طامس ہیدرلے کا ملتا ہے۔ دوسرا روزنامچہ مولوی مظہر علی سندیلوی کا ہے۔ یہ روزنامچہ ۲۱/جنوری ۱۸۶۷ء سے ۲۴/دسمبر ۱۹۱۱ء تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ پروفیسر نورالحسن ہاشمی نے اِس کو مرتب کیا اور 'اُردو میں ایک نادر روزنامچہ' کے نام سے شائع کرایا۔ اُردو ادب میں باضابطہ روزنامچہ نویسی کے آغاز کا سہرا خواجہ حسن نظامی کے سر ہے۔ دراصل روزنامچہ نگاری کو فن کا درجہ دینے اور اُس میں تخلیقی شان پیدا کرنے کا کارنامہ خواجہ حسن نظامی کے سحر کار قلم ہی نے انجام دیا۔ انھوں نے روزنامچوں کی تصنیف وتالیف کے ذریعے اِس صنف کی ہر دور میں خدمت کی ہے اوراس کے ارتقا میں اہم کردار ادا کیا۔

باب دوم کا عنوان 'روزنامچہ نگاری کا فن' ہے۔ اِس میں روزنامچہ نگاری کے فنی نقوش کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ روزنامچہ نہ صرف اپنے خالق کی زندگی کے اہم گوشوں پر روشنی ڈالتا ہے بلکہ اس کے احاطۂ تحریر میں تمام عہد سما سکتا ہے۔ چنانچہ عہدمذکورہ میں رہن سہن، لوگوں کے اطوار وافکار، عادت وخصلت اور عقائد وضوابط گویا مکمل تصویر کو روزنامچے کی سطور میں دیکھا جاسکتا ہے۔ کسی بھی اچھے فن کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ اِس میں سچائی اور صفائی ہو۔ روزنامچہ نگاری میں صداقت کے بیباک اور دلچسپ اظہار کو فن کی معراج تصور کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روزنامچہ نگاری میں راست گوئی کی اہمیت دیگر اصنافِ ادب کے بالمقابل کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ اِس صنف کے تدریجی ارتقا نے اِس کو ایک فن کی حیثیت دے دی ہے۔ بعض محققین کا کہنا ہے کہ یہ صنف ایک آرٹ ہے جس میں روزنامچہ نگار نہ صرف اپنی زندگی کے شب و روز کو بڑی خوش اسلوبی اور دلکشی کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر رقم کرتا ہے بلکہ ذات کے توسط سے کائنات کے جلوے دکھاتا ہے۔

باب سوم میں 'روزنامچہ نگاری کی اہمیت و افادیت' پر گفتگو کی گئی ہے۔ روزنامچہ نگاری ادب کی وہ تخلیقی صنفِ نثر ہے جو کسی شخص کی زندگی کے اہم ادوار پر محیط ہوتی ہے۔ جس کے آئینے میں اس کی زندگی کے تمام پہلوؤں اور اس کے عہد کی سچی تصویر کشی ہوتی ہے۔ اگرچہ واقعات اور حادثات کا تعلق براہِ راست روزنامچہ نگار کی ذات سے معلوم نہیں ہوتا، لیکن اُن واقعات کی تہہ میں جھانکنے سے اور روزنامچہ نگار کی رائے کے تجزیے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ روزنامچہ کا بنیادی محرک شعوری یا غیر شعوری طور پر روزنامچہ نگار کی ذات ہے۔ اُردو زبان و ادب میں روزنامچہ نگاری کی اہمیت مختلف صورتوں میں ہمارے سامنے آتی ہے۔ روزنامچوں کے ذریعے ہم کسی بھی شخص کے ذاتی حالات اور واقعات و کیفیات کو بخوبی جان سکتے ہیں۔

باب چہارم 'اردو کے مشہور روزنامچہ نگار' ہے۔ اردو زبان میں بہت سے ایسے روزنامچے لکھے گئے ہیں جن کی تاریخی اور تہذیبی اہمیت کے ساتھ ساتھ ان کی ادبی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اردو کے روزنامچہ نگاروں میں ادب کے ایسے معتبر ادیبوں کا نام بھی شامل ہیں جو اپنے ادبی کارناموں کی وجہ سے آج بھی زندہ ہیں۔ علاوہ ازیں روزنامچہ نگاروں میں کچھ ایسے لوگ بھی واقع ہوئے ہیں جنھوں نے اِس سے پہلے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی تھی لیکن علمائے ادب کو ان کے روزنامچوں کے مطالعے پر ان کے زورِ قلم کی داد دینی پڑی۔

باب پنجم میں 'اردو کے اہم روزنامچوں کا تنقیدی جائزہ' پیش کیا گیا ہے۔ 'اردو میں ایک نادر روزنامچہ' اِس کے مصنف سید مظہر علی سندیلوی ہیں اور ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی نے اِس کو ترتیب دیا ہے۔ اِس روزنامچے میں ۱۸۶۷ء سے ۱۹۱۱ء تک کے ملکی اور بیرونی حالات و واقعات کا ذکر ملتا ہے۔ 'روزنامچہ خواجہ حسن نظامی' ان کے ۱۹۰۷ء کے ملکی اسفار سے متعلق ہے۔ 'لندن کی ڈائری' عبادت بریلوی کے لندن کے قیام کے مفصل حالات کا تذکرہ ہے۔ 'ساحل اور سمندر' سید احتشام حسین کے امریکہ اور انگلستان کے اسفار کا سفرنامہ نما روزنامچہ ہے۔

'دستنبو' مرزا غالب کا فارسی میں لکھا ہوا روزنامچہ ہے۔ اِس کو خواجہ احمد فاروقی اور بعد میں مخمور سعیدی نے اردو ترجمہ کیا ہے۔ اِس روزنامچہ میں شروع سے آخر تک ان حالات کا بھی ذکر ہے جو اُس وقت غالب پر گزرے ہیں اور بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جن کو غالب نے کسی سے سنا لیکن ان کی اہمیت کے پیشِ نظر شاملِ متن کرلیا۔ روزنامچہ 'علم و عمل' (جلد دوم) کے مترجم مولوی معین الدین افضل گڑھی ہیں اور مرتب محمد ایوب قادری۔ اِس میں مولوی عبدالقادر خانی کی زندگی کے مفصل حالات کا بیان ہے۔ 'مشرق اوسط کی ڈائری' مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے عربی میں تحریر کی تھی بعد میں اس کا اردو ترجمہ مولوی شمس الحق ندوی نے کیا۔ 'محمد علی جوہر کی ذاتی ڈائری کے چند ورق' (حصہ اول و دوم)، عبدالماجد دریابادی نے ترتیب دیا ہے۔ 'مولانا آزاد ایک سیاسی ڈائری' اِس کو اثر بن یحییٰ انصاری نے ترتیب دیا ہے۔ اِس ڈائری میں مولانا ابوالکلام آزاد کی سیاسی، ادبی، معاشی، صحافتی، ثقافتی اور مذہبی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ 'مولانا حسرت موہانی ایک سیاسی ڈائری' اس ڈائری کو بھی اثر بن یحییٰ انصاری نے ترتیب دیا ہے۔

'حضرت اکبر کے شب و روز' اِس روزنامچے کو محمد رحیم دہلوی نے ترتیب دیا ہے۔ اِس میں اکبرالہ آبادی کی حالاتِ زندگی بیان کیے گئے ہیں۔

اس طرح روزنامچوں کی تاریخی، سیاسی، سماجی اور ادبی اہمیت اپنا اثبات کراتی ہے۔